أصول الدعوة

اصول دعوت

اعداد: عبدالهادی عبدالخالق مدنی
کاشانۂ خلیق، اٹوابازار، سدھارتھ نگر، یوپی
داعی احساءاسلامک سینٹر، سعودی عرب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

<table>
<tr><th>المحتويات</th><th>فہرست مضامین</th></tr>
<tr><td>الحكم الشرعى للدعوة</td><td>دعوت کا شرعی حکم</td></tr>
<tr><td>فضائل الدعوة</td><td>دعوت کے فضائل</td></tr>
<tr><td>موضوع الدعوة</td><td>مضمون دعوت</td></tr>
<tr><td>أساليب الدعوة</td><td>اسالیب دعوت</td></tr>
<tr><td>إنما على الداعية البلاغ</td><td>داعی کا کام دعوت نہ کہ ہدایت</td></tr>
<tr><td>أخلاق الداعية</td><td>داعی کے اخلاق واوصاف</td></tr>
</table>

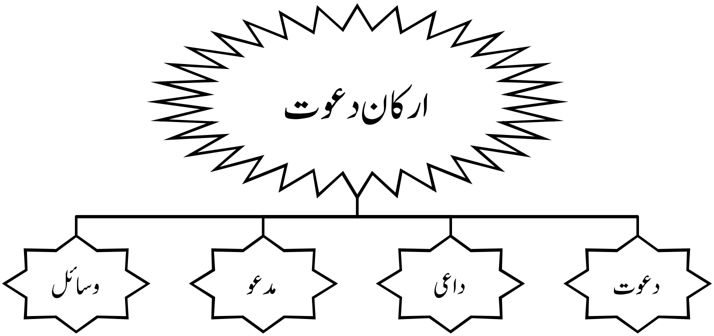
ارکان دعوت
دعوت
داعی
مدعو
وسائل

سبق (۱)

دعوت کا شرعی حکم

کتاب وسنت کے واضح دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دعوت فرض ہے اور حسب استطاعت ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ ٱدۡعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلۡحِكۡمَةِ وَٱلۡمَوۡعِظَةِ ٱلۡحَسَنَةِۖ وَجَٰدِلۡهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعۡلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِۦۖ وَهُوَ أَعۡلَمُ بِٱلۡمُهۡتَدِينَ ﴾ النحل: ۱۲۵

(ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے، یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٌ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلۡخَيۡرِ وَيَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ﴾ آل عمران: ۱۰٤ (ترجمہ: تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ وَٱدۡعُ إِلَىٰ رَبِّكَۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ ﴾ القصص: ۸۷ (ترجمہ: آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں اور مشرکوں میں سے نہ ہوں)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ وَٱدۡعُ إِلَىٰ رَبِّكَۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدٗى مُّسۡتَقِيمٖ ﴾ الحج: ٦٧ (ترجمہ: آپ اپنے رب کی طرف لوگوں کو بلائیے یقیناً آپ ٹھیک ہدایت پر ہی ہیں)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ ﴾ آل عمران: ۱۱۰ (ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالی پر ایمان رکھتے ہو)۔

اللہ تعالی نے سارے انبیاء اور رسولوں کو اپنی طرف دعوت دینے کے لئے مبعوث فرمایا۔ آخری نبی محمد ﷺ کے بارے میں ارشاد ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذْنِهِۦ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿٤٦﴾ ﴾ الاحزاب: ٤٥ — ٤٦ (ترجمہ: اے نبی! یقینا ہم نے ہی آپ کو (رسول بناکر) گواہیاں دینے والا، خوشخبریاں سنانے والا، آگاہ کرنے والا بھیجا ہے۔

اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ)۔

عصر حاضر میں دین بر حق کی دعوت کی اہمیت اس وجہ سے بھی بہت بڑھ جاتی ہے کیونکہ تمام گمراہیوں کی دعوت ہر طرف زوروں پر ہے۔ نصرانیت اپنے طور پر اپنی دعوت میں لگی ہوئی ہے۔ منکرین رسالت وآخرت، ملحدین، کمیونزم وشوشلزم اور دیگر منحرف افکار وعقائد کے لوگ اپنی اپنی دعوت پھیلانے میں سرگرم عمل ہیں۔ایسے حالات میں ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اپنی استطاعت بھر دعوت کے کام کو آگے بڑھائے اور اللہ کا سچا دین اللہ کے بندوں تک پہنچائے۔

سوالات

1. دعوت کا شرعی حکم کیا ہے؟
2. کیا اللہ تعالی نے دعوت کا کام کرنے کا حکم دیا ہے؟ دلیل ذکر کریں۔
3. قرآن کریم کی کس آیت میں محمد ﷺ کا داعی ہونا مذکور ہے؟

سبق (۲)

دعوت کے فضائل

دعوت کی فضیلت میں بکثرت آیات واحادیث موجود ہیں۔
آیئے ہم چند فضائل پر نظر ڈالتے ہیں۔

① ۔داعی کی بات سے بہتر کسی کی بات نہیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ﴾ فصلت: ۳۳

(ترجمہ: اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقینا مسلمانوں میں سے ہوں)۔

②۔داعی کے لئے بے شمار اجر وثواب ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ)) رواه مسلم. ترجمہ: جس نے کسی خیر کی رہنمائی کی تو اس کے لئے خیر کا عمل کرنے والے کی طرح اجر وثواب ہے۔

نیز رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ((مَنْ دَعَا إِلَى هُدىً كَانَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لاَ يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً)) . رواه مسلم . ترجمہ: جس نے راہ ہدایت کی دعوت دی تو اس کے لئے اس کی اتباع کرنے والوں کے اجر کی طرح اجر وثواب ہے اور اس سے اتباع کرنے والوں کے اجر وثواب میں کوئی کمی بھی نہیں ہو گی۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب کرکے فرمایا: ((فَوَاللهِ لأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلاً

وَاحِداً خَيْرٌ لَكَ مِنْ أنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ)) . متفقٌ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اللہ کی قسم! اللہ تعالی تمھارے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت دے دے یہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں کا مالک ہونے سے بہتر ہے۔

③۔ دعوت ہی کی بناپر یہ امت خیر امت کے لقب سے سرفراز ہوئی۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ ﴾آل عمران: ١١٠ (ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالی پر ایمان رکھتے ہو)۔

④۔ دعوت کی مشقت اٹھانے والا ضرور کامیاب ہوگا۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ ۚ وَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾ ﴾ آل عمران: ١٠٤ (ترجمہ: تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں)۔

سوالات

1. دعوت کے کوئی تین فضائل ذکر کیجئے؟
2. داعی کی بات کا کیا درجہ اور مقام ہے؟
3. داعی بے شمار اجر و ثواب کا کیسے مستحق ہوتا ہے؟
4. امت محمدیہ کو (خیر امت) کا لقب کیوں ملا ہے؟

سبق (3)

دعوت کا مضمون

ہماری دعوت کس بات کی ہو گی؟ اس کا جواب ہم قرآن مجید سے معلوم کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ ٱدۡعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلۡحِكۡمَةِ وَٱلۡمَوۡعِظَةِ ٱلۡحَسَنَةِۖ وَجَٰدِلۡهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ ﴾ النحل: ١٢٥ (ترجمہ: اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے)۔

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری دعوت رب کے راستہ کی طرف ہو گی، کسی اور طرف ہماری دعوت نہیں ہو گی، اور اگر کسی اور طرف ہماری دعوت ہوئی تو وہ صحیح منزل پر پہنچانے کے بجائے

ضلالت کے گڑھے میں گرادے گی۔

رب کا راستہ کیا ہے؟رب کا راستہ اسلام ہے،رب کا راستہ صراط مستقیم ہے،رب کا راستہ وہ دین ہے جسے دے کر اللہ تعالی نے اپنے رسول محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا۔رب کا راستہ وہ ہے جس پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے دلائل موجود ہیں۔

- **توحید سب سے پہلے**

رب کے راستہ میں سر فہرست صحیح عقیدہ،اخلاص اور توحید عبادت ہے۔جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ ٱللَّهَ وَلَآ أُشْرِكَ بِهِۦٓ ۚ إِلَيْهِ أَدْعُوا۟ وَإِلَيْهِ مَـَٔابِ ﴿٣٦﴾﴾ الرعد: ٣٦ (ترجمہ: آپ اعلان کر دیجئے کہ مجھے تو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ شریک نہ کروں، میں

اسی کی طرف بلا رہا ہوں اور اسی کی جانب میرا لوٹنا ہے)۔

دعوت کی اساس یہی توحید ہے۔ سارے انبیاء نے توحید سے اپنی دعوت کا آغاز کیا، بلا اختلاف یہی تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا منہج رہا ہے۔

محمد ﷺ مکہ میں تیرہ سال تک لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور انھیں شرک سے روکتے رہے۔ صلاۃ وزکاۃ اور صوم وحج کا حکم بعد میں آیا، چوری وسود خوری، زناکاری وبدکاری اور قتل وغارت گری سے بھی بعد میں منع کیا گیا۔ کلمۂ توحید کے اقرار سے ہی ایک شخص اسلام میں داخل ہوتا ہے اور کلمۂ توحید پڑھ کر وفات پانے والا جنت میں جائے گا۔

• توحید کے بعد پورا اسلام

رب کے راستہ کی دعوت میں فرائض کی بجاآوری اور محرمات سے اجتناب کی دعوت بھی داخل ہے۔ اقامت صلاۃ، ایتاء زکاۃ، صوم رمضان اور حج بیت اللہ کی دعوت بھی اسی کا حصہ ہے۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جہاد، معاملات، نکاح وطلاق، مکارم اخلاق غرضیکہ مکمل دین رب کے راستہ کے مفہوم میں داخل ہے۔

داعی کی ذمہ داری ہے کہ وہ پورے اسلام کی دعوت پیش کرے کسی ایک مذہب یارائے، کسی ایک قبیلہ یاخاندان، کسی ایک شیخ یارئیس، کسی ایک امام یاعلامہ کے لئے تعصب درست نہیں۔ داعی کا مقصد ہمیشہ حق کی وضاحت اور حق کااثبات ہوناچاہئے خواہ وہ کسی کے موافق ہو یامخالف۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿الٓرۚ كِتَٰبٌ أَنزَلۡنَٰهُ إِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ ٱلنَّاسَ مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذۡنِ رَبِّهِمۡ إِلَىٰ صِرَٰطِ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡحَمِيدِ﴾ إبراهيم: ١ (ترجمہ: الر! یہ عالی شان کتاب ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے اجالے کی طرف لائیں، ان کے رب کے حکم سے، زبردست اور تعریفوں والے اللہ کے راستے کی طرف)۔

کفر وجہالت اور خواہشات ومعصیت کی تاریکیوں سے علم وہدایت اور حق وصداقت کے نور میں لے آنا، لوگوں کو شیطان کی اطاعت، خواہشات کی پیروی اور جہنم کی آگ سے بچا کر اللہ ورسول کی اطاعت، علم وہدایت کی پیروی اور جنت کی نعمتوں کی طرف لے آنا داعئ حق کی ذمہ داری ہے۔

سوالات

1. ہماری دعوت کس بات کی طرف ہوگی؟
2. دعوت کی اساس کیا ہے؟اور اس کی کیا دلیل ہے؟
3. مکہ میں تیرہ سال تک نبی ﷺ کس بات کی دعوت دیتے رہے؟
4. داعی لوگوں کو کن اندھیروں سے نکال کر کون سے اجالے کی طرف لاتا ہے؟

سبق(4)

اسالیب دعوت

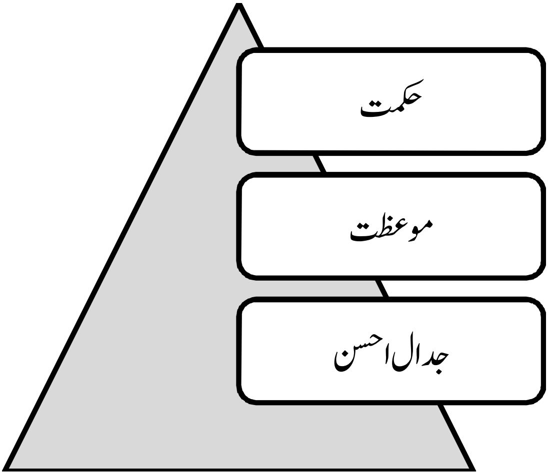

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کے تین اہم اسلوب ہیں۔ حکمت و موعظت اور جدال احسن۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ ٱدۡعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلۡحِكۡمَةِ

وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ وَجَـٰدِلْهُم بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ ﴾ النحل: ١٢٥

(ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے)۔

مذکورہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ داعی اپنی دعوت کا آغاز حکمت سے کرے لیکن اگر مدعو کے یہاں سخت دلی اور اعراض کا رویہ محسوس کرے تو موعظت کا طریقہ اپنائے یعنی اسے وہ آیات واحادیث سنائے جن میں وعظ اور ترغیب موجود ہے۔ پھر اگر مدعو کے پاس کچھ شبہات ہیں تو بہترین انداز میں ان کا ازالہ کرے، اسی کا نام جدال احسن ہے۔ مدعو کے ساتھ سخت خوئی کا رویہ نہ اپنائے۔ جلد بازی سے کام نہ لے، صبر کرے، شبہ دور کرنے کی پوری

کوشش کرے، دلائل کو کھول کھول کر بیان کرے۔

البتہ اگر مدعو کا عناد اور ظلم اور اس کی ہٹ دھرمی صاف طور پر سامنے آجائے تو اس پر سختی بھی کی جاسکتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ جَٰهِدِ ٱلْكُفَّارَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ وَٱغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ التوبۃ: 73 (ترجمہ: اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد جاری رکھو اور ان پر سخت ہو جاؤ)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَلَا تُجَٰدِلُوٓاْ أَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ إِلَّا ٱلَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنْهُمْ﴾ العنکبوت: ٤٦ (ترجمہ: اور اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں)۔

یعنی جو بحث ومجادلہ میں افراط سے کام لیں تو تمھیں بھی

سخت لب ولہجہ اختیار کرنے کی اجازت ہے۔

آیئے ! سطور ذیل میں حکمت وموعظت اور جدال احسن تینوں عنوانات پر الگ الگ مختصر گفتگو کی جائے۔

❶ حکمت :

دعوت میں حکمت کا اسلوب بقیہ اسالیب پر مقدم ہے۔

حکمت کا مفہوم متعین کرنے میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔

۱۔ حکمت سے مراد قرآن ہے کیونکہ قرآن کریم کے اندر حق کا پورا بیان اور اس کی مکمل وضاحت موجود ہے۔

۲۔ حکمت سے مراد کتاب وسنت کے دلائل ہیں۔

۳۔ حکمت سے مراد حق کو واشگاف کردینے والے، باطل کو توڑ دینے والے اور دلوں کو مطمئن کردینے والے واضح اور

دوٹوک دلائل و براہین ہیں۔

۴۔ حکمت سے مراد ہر وہ بات ہے جو حماقت سے محفوظ اور باطل سے دور رکھے۔

درحقیقت حکمت ایک عظیم جامع لفظ ہے جس کے مفہوم میں وہ سارے معانی داخل ہیں جو اوپر بیان کئے گئے۔

حکمت میں یہ بھی داخل ہے کہ پہلے مدعو کی بیماری کی تشخیص کی جائے اور پھر اسے اس کے مناسب حال علاج دیا جائے۔ واضح رہے کہ ساری انسانیت کی اصل بیماری رب کی عدم معرفت، اس کی بندگی سے انکار اور آخرت فراموشی ہے، اگر ان بیمار جڑوں کا علاج کر دیا جائے تو باقی پورا درخت بہ آسانی ہرا ابھرا ہو جائے گا۔

حکمت میں یہ بھی داخل ہے کہ دعوت میں ترتیب وتدریج کا

خیال رکھا جائے۔ دعوت کا آغاز اہم ترین چیز سے کیا جائے۔ مدعو کے ذہن و فہم سے قریب باتوں کو اس کے سامنے رکھا جائے۔

2 موعظت:

دعوت میں موعظت کا اسلوب دوسرے نمبر پر ہے۔

موعظت کا مفہوم یہ ہے کہ مدعو سے ایسی باتیں کہی جائیں جو اس کے دل میں حق کو قبول کرنے کا شوق پیدا کریں اور حق کو قبول نہ کرنے کے انجام سے خوف زدہ کریں۔اسی کو ترغیب وترہیب بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن وسنت میں اس کی بے شمار مثالیں ہیں، ہم صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُدۡخِلُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُۖ وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ يَتَمَتَّعُونَ

وَيَأۡكُلُونَ كَمَا تَأۡكُلُ ٱلۡأَنۡعَٰمُ وَٱلنَّارُ مَثۡوًى لَّهُمۡ ﴿١٢﴾ ﴾ محمد: ١٢

(ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کئے انھیں اللہ تعالی یقینا ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور جو لوگ کافر ہوئے وہ (دنیا ہی کا) فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مثل چوپایوں کے کھا رہے ہیں، ان کا (اصل) ٹھکانہ جہنم ہے۔

ترغیب میں اصل یہ ہے کہ آخرت کا بھرپور ثواب، اللہ کی رضا اور اس کی رحمت ملنے کی بات کہی جائے۔ لیکن دنیاوی فوائد کا ذکر کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ فَقُلۡتُ ٱسۡتَغۡفِرُواْ رَبَّكُمۡ إِنَّهُۥ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُرۡسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيۡكُم مِّدۡرَارًا ﴿١١﴾ وَيُمۡدِدۡكُم بِأَمۡوَٰلٍ وَبَنِينَ وَيَجۡعَل لَّكُمۡ جَنَّٰتٍ وَيَجۡعَل لَّكُمۡ أَنۡهَٰرًا ﴿١٢﴾ ﴾ نوح: ١٠ — ١٢ (ترجمہ: اور میں نے (یعنی نوح

علیہ السلام نے اپنی قوم سے) کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہوں کی مغفرت (اور بخشش) طلب کرو (اور معافی مانگو) وہ یقینا بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا۔ اور تمھیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمھیں باغات دے گا اور تمھارے لئے نہریں نکال دے گا)۔

اور ترہیب میں اصل یہ ہے کہ آخرت کے عذاب اور اللہ کے غضب سے ڈرایا جائے لیکن دنیاوی نقصانات کا ذکر کرنا جائز ہے۔

❸ جدال احسن:

دعوت میں جدال احسن کا اسلوب تیسرے نمبر پر ہے۔

جدال احسن کا مفہوم یہ ہے کہ مدعو اگر اپنی راہ کو برحق سمجھ رہا ہے یا

وہ کسی باطل کا داعی ہے تو اس سے بہترین انداز میں نرمی وخوش اخلاقی اور کشادہ دلی کے ساتھ بحث ومباحثہ کیا جائے۔ واضح دلائل کے ساتھ اسلام کی حقانیت اور اس کے خلاف دیگر تمام راستوں کا بطلان ثابت کیا جائے۔ اچھے انداز میں شبہات کا ازالہ کیا جائے۔ گالی گلوج اور تہمت تراشی سے پرہیز کیا جائے۔ مخالف کو زیر کرنا مقصود ہونے کے بجائے اسے حق پر لانا مقصود ہو۔

اگر مدعو تمام طریقے اپنانے کے باوجود اپنی باطل پر اڑا رہے تو اس کے ساتھ بحث ومباحثہ بند کردینا چاہیے۔ کیونکہ بعض لوگ بحث کے ذریعہ حق تک پہنچنا نہیں چاہتے بلکہ اپنی ہٹ دھرمی اور کٹ حجتی کے ذریعہ اپنے باطل پر جمے رہنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ

فَمَنِ ٱهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَآ أَنَا۠ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾ یونس: ١٠٨ ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! تمھارے پاس حق تمھارے رب کی طرف سے پہنچ چکا ہے، اس لئے جو شخص راہ راست پر آجائے سو وہ اپنے واسطے راہ راست پر آئے گا اور جو شخص گمراہ رہے گا تو اس کا گمراہ ہونا اسی پر پڑے گا، اور میں تم پر مسلط نہیں کیا گیا۔

سوالات

1. قرآن مجید کے مطابق دعوت کے تین اہم اسلوب کون کون سے ہیں؟
2. حکمت کا مفہوم متعین کرنے میں علماء کے متعدد اقوال میں سے کوئی دو قول ذکر کیجئے؟
3. موعظت کا کیا مفہوم ہے؟
4. ترغیب وترہیب میں اصل کیا ہے؟
5. جدال احسن کا کیا مفہوم ہے؟ واضح کیجئے۔
6. کیا کبھی مدعو کے ساتھ سختی کا رویہ اپنایا جا سکتا ہے؟

سبق (5)

داعی کا کام دعوت نہ کہ ہدایت

داعی کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اس کا کام فقط دعوت و تبلیغ، ارشاد ورہنمائی اور حق کا ایضاح وبیان ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا عَلَى ٱلرَّسُولِ إِلَّا ٱلۡبَلَٰغُ ٱلۡمُبِينُ ۝٥٤﴾ النور: ٥٤ (ترجمہ: سنو! رسول کے ذمہ تو صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے)۔

ہدایت کو دل میں اتار دینا کسی انسان کے بس کی بات نہیں، دلوں کا مالک اللہ ہے، وہی جسے چاہتا ہے راہ ہدایت کی توفیق دیتا ہے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿إِنَّكَ لَا تَهۡدِي مَنۡ أَحۡبَبۡتَ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهۡدِي مَن يَشَآءُۚ وَهُوَ أَعۡلَمُ بِٱلۡمُهۡتَدِينَ ۝٥٦﴾ القصص: ٥٦

(ترجمہ: آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالی ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے)۔

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی ﷺ کے ہمدرد اور غمگسار چچا جناب ابوطالب کا انتقال ہونے لگا تو آپ ﷺ نے کوشش فرمائی کہ چچا جان اپنی زبان سے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں تاکہ قیامت والے دن میں اللہ سے ان کی مغفرت کی سفارش کر سکوں۔ لیکن وہاں دوسرے رؤسائے قریش کی موجودگی کی وجہ سے ابوطالب قبول ایمان کی سعادت سے محروم رہے اور کفر پر ہی ان کا خاتمہ ہو گیا۔ نبی ﷺ کو اس بات کا بڑا قلق اور صدمہ تھا۔ اس موقعہ پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرما کر نبی ﷺ پر واضح کیا کہ آپ کا کام صرف تبلیغ ودعوت اور رہنمائی ہے۔ لیکن ہدایت کے

راستے پر چلا دینا، یہ ہمارا کام ہے۔ ہدایت اسے ہی ملے گی جسے ہم ہدایت سے نوازنا چاہیں نہ کہ اسے جسے آپ ہدایت پر دیکھنا پسند کریں۔(صحیح بخاری، تفسیر سورۃ القصص، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اول الایمان)

داعی کو دعوت کا کام بطور عبادت کرتے رہنا چاہیئے، لوگوں کو نیکیوں کا حکم دینے اور برائیوں سے روکنے میں پیہم لگے رہنا چاہیئے خواہ کوئی اس کی بات قبول کرے یا نہ کرے، دعوت دینا داعی کی ذمہ داری ہے اور دعوت کو قبول کرنا دوسروں کی ذمہ داری ہے، ہر کسی سے صرف اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال ہوگا۔ داعی سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ لوگوں نے تمھاری دعوت کیوں نہیں قبول کی۔ البتہ اگر اس نے دعوت نہیں پہنچائی، نیکی کا حکم نہیں دیا اور

برائی سے نہیں روکا تو ضرور اس سے سوال ہوگا۔ نوح علیہ السلام اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک دعوت دیتے رہے اس کے باوجود صرف چند لوگ ہی ایمان لائے۔ دیگر انبیائے کرام نے اپنی پوری زندگی اپنی قوموں کو دعوت دی، کسی کی پوری قوم ایمان لے آئی، کسی کی قوم کے چند افراد ایمان لائے اور کسی پر ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا۔

سوالات

1. کیا ہدایت کو دل میں اتار دینا داعی کا کام ہے؟ اگر نہیں تو پھر یہ کس کا کام ہے؟
2. داعی کا کام کیا ہے؟ مختصر لفظوں میں بیان کیجئے۔
3. نبی ﷺ کی بے انتہا محبت اور محنت کے باوجود آپ کے چچا ابو طالب ایمان کیوں نہیں لائے؟
4. حق اچھے انداز میں پہنچا دینے کے باوجود اگر لوگ حق کو قبول نہ کریں تو داعی کو کس طرح اپنی تسلی کرنی چاہئے؟

سبق (6)

داعی کے اخلاق واوصاف (1)

داعی کو کن اخلاق واوصاف کا حامل ہونا چاہئے ، کتاب وسنت کے اندر متعدد مقامات میں ان کا بیان آیا ہوا ہے۔ چند صفات کا ہم ذکر کرتے ہیں۔

❶ اخلاص

داعی کی سب سے اہم صفت اخلاص ہے۔ اسے اپنے ہر عمل سے اللہ کی رضا مقصود ہونا چاہئے۔ ریاونمود، شہرت، لوگوں کی واہ واہی، مال ودولت اور جاہ ومنصب کا حصول ہر گز نہیں مقصود ہونا چاہئے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید کے اندر متعدد انبیاء کرام سے متعلق یہ ذکر کیا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿ وَمَآ

أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ أَجۡرٍۖ إِنۡ أَجۡرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴾ الشعراء: ۱۰۹ (ترجمہ: میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں چاہتا، میرا بدلہ تو صرف رب العالمین کے ہاں ہے)۔

2 علم و بصیرت

داعی کی دوسری اہم صفت علم اور بصیرت ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ قُلۡ هَٰذِهِۦ سَبِيلِيٓ أَدۡعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِيۖ وَسُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ ﴾ یوسف: ۱۰۸ (ترجمہ: آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے۔ میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں پوری بصیرت کے ساتھ، اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں)۔

بصیرت ایک ایسا جامع لفظ ہے جو علم و حکمت دونوں کو

شامل ہے۔ علم وحکمت کی ضد جہالت وسفاہت ہے۔ ظاہر ہے کہ علم وحکمت کے بغیر جہالت وسفاہت کے ساتھ پیش کی جانے والی دعوت اصلاح کے بجائے فساد اور تعمیر کے بجائے تخریب کا باعث ہوگی۔

بصیرت اس علم ویقین کا نام ہے جو شرعی وعقلی دلائل وبراہین کی بنیاد پر قائم ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ بصیرت دل کو نور عطا کرتا ہے۔ جس طرح خشک زمین کو پانی اور آنکھوں کو روشنی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح قلب کو بصیرت کی حاجت ہوتی ہے۔ علم وبصیرت کے ذریعہ ہی حق وباطل میں تمیز اور صحیح وغلط کی پہچان ہوتی ہے۔ لہذا داعی کو چاہئے کہ وہ کتاب وسنت کا خالص علم حاصل کرے اور جو علم اسے دوسری راہ سے ملا ہو اسے لازمی طور پر کتاب

اللہ اور سنت صحیحہ پر پیش کرے اگر ان کے موافق ہے تو قبول کرے ورنہ رد کردے۔یہی علم وبصیرت کا تقاضا ہے۔

داعی کے لئے تین باتوں میں بصیرت بہت اہم ہے۔

① ۔اپنی دعوت میں بصیرت۔ داعی جس چیز کو واجب یا حرام قرار دے رہا ہو یقینی دلائل سے اس کا واجب یا حرام ہونا اسے معلوم ہو۔

② ۔ مدعو کے حالات میں بصیرت۔ داعی کو چاہئے کہ جس شخص یا جس قوم کو دعوت پیش کرنے جارہا ہے ان کے تعلیمی وثقافتی نیز ذہنی وعقلی معیار کا علم رکھے اور اسی کے مطابق ان سے گفتگو کرے۔

③ ۔ طریقۂ دعوت میں بصیرت۔ داعی اپنی دعوت کو حکمت، موعظت حسنہ اور جدال احسن کے ذریعہ پیش کرے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی جانب رہنمائی کی گئی ہے۔

❸ صداقت (سچائی)

داعی کی ایک اہم صفت صداقت بھی ہے۔ داعی اپنے قول میں بھی صادق ہو اور اپنے عمل میں بھی، قول کی صداقت یہ ہے کہ ہمیشہ سچی بات کہے اور کبھی کوئی ناحق اور جھوٹی بات نہ کہے اور عمل کی صداقت یہ ہے کہ اپنی دعوت کے مطابق عمل پیرا ہو۔

شریعت کے مطابق عمل خود ایک خاموش دعوت ہے لیکن جو شخص زبان سے دعوت پیش کر رہا ہے اس کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ وہ جس بات کی دعوت دے رہا ہے اس پر خود بھی عامل ہو، ایسا نہ ہو جیسا کہ یہودیوں کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿أَتَأْمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ ٱلْكِتَٰبَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ البقرة: ٤٤ (ترجمہ: کیا لوگوں کو بھلائیوں کا

حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجودیکہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟)۔

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝٢ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ ٱللَّهِ أَن تَقُولُوا۟ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴾ الصف: ٢ – ٣ (ترجمہ: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالی کو سخت ناپسند ہے)۔

نیز حدیث میں ہے: عن أسامة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلَانُ مَا شَأْنُكَ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنْ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ. (رواه البخاري ومسلم)

اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی کو بروز قیامت لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا، آگ میں اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی اور وہ اس طرح چکر لگائے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے ارد گرد گردش کرتا ہے۔ جہنمی اس کے آس پاس اکٹھے ہو جائیں گے اور کہیں گے: اے فلاں! تمھاری یہ حالت کیوں ہے؟ کیا تم ہمیں بھلائی کا حکم نہیں دیتے تھے اور برائی سے روکتے نہیں تھے؟؟ وہ کہے گا: میں تمھیں بھلائی کا حکم دیتا تھا لیکن خود بھلائی نہیں کرتا تھا اور میں تمھیں برائیوں سے روکتا تھا لیکن خود برائی کیا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

صداقت اور سچائی کی ضد جھوٹ ہے۔ داعی کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ جھوٹ نفاق کی بنیاد ہے نیز جھوٹ برائیوں کا

راستہ دکھاتا ہے۔ جھوٹ کا اثر انسان کے چہرے اور اس کی آواز میں ظاہر ہوتا ہے، جھوٹے کی زبان سے تاثیر ختم ہو جاتی ہے۔

سوالات

1. داعی کو کن اوصاف واخلاق کا حامل ہونا چاہئے؟
2. داعی کی ایک اہم صفت اخلاص ہے۔ کون سی چیزیں اخلاص کے خلاف ہیں؟
3. داعی میں اگر علم وبصیرت نہ ہو تو کیا نقصان ہوگا؟
4. بصیرت کا کیا مفہوم ہے؟
5. داعی کے لئے کون سی تین باتوں میں بصیرت کی

ضرورت ہے؟

6. داعی کی ایک اہم صفت صداقت ہے۔ صداقت کا کیا مفہوم ہے؟

7. کیا دعوت کے مطابق عمل کرنا بھی دعوت کا ایک حصہ ہے؟

8. دعوت کے مطابق عمل نہ ہونے کا کیا نقصان ہے؟

سبق (7)

داعی کے اخلاق واوصاف (2)

❹ تواضع

تواضع تکبر کی ضد ہے، داعی اپنی قدر پہچانے اور دوسروں کی تحقیر سے بچے۔ داعی یہ بات یاد رکھے کہ جس شاخ میں پھل لگتے ہیں وہ شاخ جھک جایا کرتی ہے۔ حدیث میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : مَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ (رواہ مسلم) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اللہ واسطے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔ (مسلم)

5 حلم ورفق

حلم ورفق اور نرمی و بردباری داعی کی اہم صفات میں سے ہے۔اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ ٱللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلْقَلْبِ لَٱنفَضُّوا۟ مِنْ حَوْلِكَ ﴾ آل عمران: ١٥٩ (ترجمہ:اللہ تعالی کی رحمت کے باعث آپ ان پر رحم دل ہیں اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے)۔

موسی اور ہارون علیہم السلام کو فرعون کے پاس بھیجتے ہوئے اللہ تعالی نے نرمی اختیار کرنے کی نصیحت کی۔ارشاد فرمایا: ﴿ ٱذْهَبَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُۥ طَغَىٰ ﴿٤٣﴾ فَقُولَا لَهُۥ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُۥ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴿٤٤﴾ ﴾ طه: ٤٣ _ ٤٤ (ترجمہ: تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ

اس نے بڑی سرکشی کی ہے۔ اسے نرمی سے سمجھاؤ کہ شاید وہ سمجھ لے یا ڈر جائے)۔

نیز حدیث میں ہے: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا. (رواه البخاري ومسلم) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آسانی کرو، دشواری مت کرو، خوشخبری سناؤ اور نفرت مت دلاؤ۔ (بخاری و مسلم)

6 صبر و برداشت

دعوت کی راہ مشکلات کی راہ ہے، صبر کے بغیر کوئی دعوتی عمل انجام نہیں دیا جاسکتا۔ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی تھی اسے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے، ارشاد

ہے: ﴿ يَٰبُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأۡمُرۡ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَٱنۡهَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ وَٱصۡبِرۡ عَلَىٰ مَآ أَصَابَكَۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ ٱلۡأُمُورِ ﴾ لقمان: ١٧

(ترجمہ: اے میرے پیارے بیٹے! صلاۃ قائم کرو، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہو، برے کاموں سے منع کیا کرو، اور جو مصیبت تم پر آجائے اس پر صبر کرو۔ یقین مانو کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے)۔

سورۂ عصر میں اللہ تعالی نے جن چار صفات کو خسارہ سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بتایا ہے ان میں سے ایک صفت صبر ہے۔

داعی کو صبر و برداشت کا خوگر ہونا چاہئے۔ وہ اپنی دعوت میں کسی اکتاہٹ کے بغیر پیہم لگا رہے۔ نیز دعوت کی راہ میں پیش آنے والی تمام مشکلات کا خندہ پیشانی کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ

کرے۔

یہ اس روئے زمین پر اللہ کی سنت ہے کہ ہر داعیٔ حق کو اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انبیاء کی تاریخ ہمارے سامنے ہے، کس طرح ان کا مذاق اڑایا گیا، ان کے ساتھ تمسخر کیا گیا، ان کو بدنام اور رسوا کرنے کی کوشش ہوئی، ان کو قتل کی دھمکی دی گئی بلکہ قتل بھی کیا گیا، فرعون نے موسی علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا تھا قرآن پاک میں اللہ تعالی نے بیان کیا ہے، ارشاد ہے: ﴿ وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ ذَرُونِيٓ أَقۡتُلۡ مُوسَىٰ وَلۡيَدۡعُ رَبَّهُۥٓۖ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمۡ أَوۡ أَن يُظۡهِرَ فِي ٱلۡأَرۡضِ ٱلۡفَسَادَ ﴾ غافر: ٢٦

(ترجمہ: اور فرعون نے کہا کہ مجھے چھوڑو کہ میں موسی کو مار ڈالوں اور اسے چاہئے کہ اپنے رب کو پکارے، مجھے تو ڈر ہے کہ یہ کہیں

تمھارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں کوئی بہت بڑا فساد نہ برپا کردے)۔

یہودیوں کے بارے میں اللہ تعالی کاارشادہے: ﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا۟ يَكْفُرُونَ بِـَٔايَـٰتِ ٱللَّهِ وَيَقْتُلُونَ ٱلْأَنۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ﴾ آل عمران: ۱۱۲ (ترجمہ: یہ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کی آیتوں سے کفر کرتے تھے اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے تھے)۔

عیسی علیہ السلام کوان کے دشمنوں نے بزعم خویش پھانسی پر لٹکادیالیکن اللہ تعالی نے حفاظت فرمائی اور زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

خاتم الانبیاء محمد ﷺ کے خلاف چالیں چلی گئیں، آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی، آپ کو آپ کا وطن چھوڑنے کے لئے

مجبور کیا گیا، آپ کو ساحر و دیوانہ کہا گیا، ان سب کے باوجود آپ نے صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔

داعی کے لئے انبیاء ورسل کی زندگیوں میں بہترین اسوہ ہے، داعی کو بھی کبھی صبر کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّهُۥ مَن يَتَّقِ وَيَصۡبِرۡ فَإِنَّ ٱللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجۡرَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ٩٠﴾ یوسف: ٩٠

(ترجمہ: بات یہ ہے کہ جو بھی پرہیز گاری اور صبر کرے تو اللہ تعالی کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا)۔

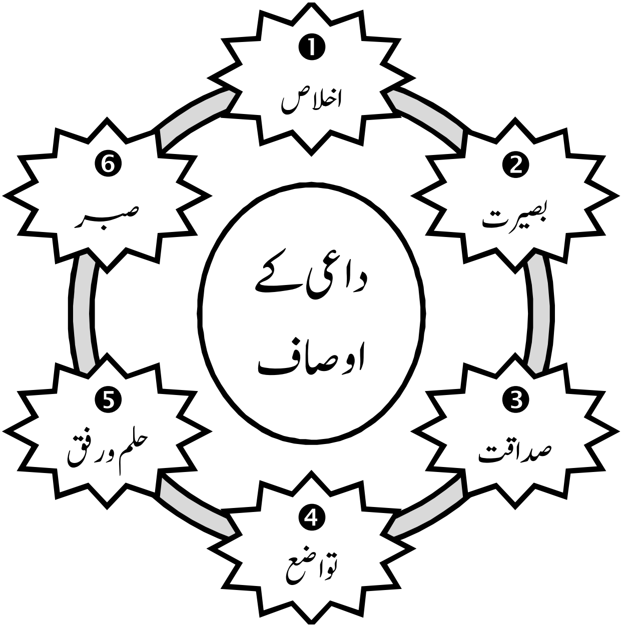
داعی کے اوصاف
1 اخلاص
2 بصیرت
3 صداقت
4 تواضع
5 حلم و رفق
6 صبر

سوالات

1. تواضع کا کیا مطلب ہے؟
2. تواضع کا کیا فائدہ ہے؟
3. دعوت میں حلم و رفق کی کیا اہمیت ہے؟ دلیل کے ساتھ بیان کیجیے۔
4. کیا صبر کے بغیر دعوت کا کام انجام دیا جا سکتا ہے؟
5. لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کن باتوں کی نصیحت کی؟